نسخ کا ثبوت

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

نسخ اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ مالک ذوالجلال انسانوں کی ذہنی نشو و نما کے مطابق مختلف اوقات میں احکام تبدیل کرتا رہتا ہے۔ یہ اس کی حکمتیں ہیں، جن کی بنا پر اس نے کئی احکام دیئے، پھر تبدیل کر دیئے۔ پہلے قبلہ بیت المقدس تھا، پھر اللہ نے بیت المقدس سے تبدیل کر کے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنا دیا، پچھلی شریعتوں میں تعظیمی سجدہ روا رکھا گیا، مگر ہماری شریعت میں حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ تو یہ سب نسخ کی صورتیں ہیں، قرآن کی آیات میں بھی نسخ ہوتا رہا ہے۔ اس پر اجماع ہے۔

سورت بقرہ (۱۰۶)، سورت رعد (۳۹)، سورت نحل (۱۰۱)، سورت نساء (۱۶۰)، سورت مجادلہ (۱۲) اور سورت اعلیٰ (۶) میں نسخ کا ثبوت موجود ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُسْلِمُونَ كُلُّهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلٰى جَوَازِ النَّسْخِ فِي أَحْكَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى، لِمَا لَهٗ فِي ذٰلِكَ مِنَ الْحِكَمِ الْبَالِغَةِ، وَكُلُّهُمْ قَالَ بِوُقُوعِهٖ.

''تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اللہ کے احکام میں نسخ بالکل جائز ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں اللہ کی بالغ حکمتیں ہیں، سبھی کہتے ہیں کہ نسخ کا وقوع حق ہے۔''

(تفسير ابن كثير :379/1، تفسير القرطبي : 63/2، وغيرهما)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى جَوَازِهٖ وَأَنْكَرَهُ الْيَهُودُ ظَنًّا مِّنْهُمْ أَنَّهٗ بَدَاءٌ كَالَّذِي يَرَى الرَّأْيَ ثُمَّ يَبْدُو لَهٗ وَهُوَ بَاطِلٌ لِأَنَّهٗ بَيَانُ مُدَّةِ الْحُكْمِ كَالْإِحْيَاءِ بَعْدَ الْإِمَاتَةِ وَعَكْسِهٖ وَالْمَرَضِ بَعْدَ الصِّحَّةِ وَعَكْسِهٖ وَالْفَقْرِ بَعْدَ الْغِنٰى وَعَكْسِهٖ وَذٰلِكَ لَا يَكُونُ بَدَاءً فَكَذَا الْأَمْرُ وَالنَّهْيُ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (شریعت میں) نسخ ہو سکتا ہے، یہود نے اس کا انکار کیا ہے، یہ اپنی جانب سے گمان کرتے ہیں کہ یہ بداء ہے، جیسے کوئی شخص ایک رائے قائم کرے، پھر اسے کوئی اور رائے درست معلوم ہو جائے۔ یہ بات باطل ہے، کیونکہ نسخ کسی حکم کی مدت کا بیان ہوتا ہے، جیسے مارنے کے بعد زندہ کرنا، یا زندہ کرنے کے بعد مارنا، تندرستی کے بعد بیماری یا بیماری کے بعد تندرستی، امیری کے بعد غریبی یا غریبی کے بعد امیری۔ جیسے ان سب امور کو بداء نہیں کہتے، اسی طرح امر اور نہی کو بھی بداء نہیں کہہ سکتے۔''

(الإتقان في علوم القرآن: 67/3)

نیز نقل کرتے ہیں:

إِنْ قِيلَ: كَيْفَ يَقَعُ النَّسْخُ إِلٰى غَيْرِ بَدَلٍ وَقَدْ قَالَ تَعَالٰى: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا﴾ وَهٰذَا إِخْبَارٌ لَّا يَدْخُلُهٗ خُلْفٌ، فَالْجَوَابُ أَنْ نَقُولَ: كُلُّ مَا ثَبَتَ الْآنَ فِي الْقُرْآنِ وَلَمْ يُنْسَخْ فَهُوَ بَدَلٌ مِمَّا قَدْ نُسِخَتْ تِلَاوَتُهٗ وَكُلُّ مَا

نَسَخَهُ اللّٰهُ مِنَ الْقُرْآنِ مِمَّا لَا نَعْلَمُهُ الْآنَ فَقَدْ أَبْدَلَهُ بِمَا عَلِمْنَاهُ وَتَوَاتَرَ إِلَيْنَا لَفْظُهُ وَمَعْنَاهُ.

''اگر کہا جائے کہ ایسا نسخ کیوں کر واقع ہوسکتا ہے، جس کا کوئی نعم البدل ہی نہ دیا جائے، اللہ فرماتے ہیں: ''ہم جب کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا بھلوا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لے آتے ہیں۔'' یہ آیت ہے جس میں وعدہ خلافی ہو ہی نہیں سکتی۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس وقت قرآن میں جو کچھ بھی موجود ہے اور منسوخ نہیں ہوا تو یہ ان آیات کا نعم البدل ہی ہے، جو آیات منسوخ ہوچکی ہیں، اللہ نے قرآن سے جتنا کچھ بھی منسوخ کیا ہے، جسے ہم نہیں جانتے، تو اللہ نے اس کے بدلے میں ہم کو وہ قرآن دیا ہے، جسے ہم جانتے ہیں اور اس کے الفاظ و معانی ہم تک بطریق متواتر پہنچے ہیں۔''

(الإتقان في علوم القرآن: 87/3)

نسخ تین طرح کا ہوتا ہے:

① حکم اور تلاوت دونوں منسوخ جیسا کہ دس رضعات۔

② تلاوت منسوخ اور حکم باقی، جیسا کہ یہ حکم کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں، تو انہیں رجم کردو۔

③ حکم منسوخ اور تلاوت باقی، اس کی کئی مثالیں ہیں۔

علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) آیت: ﴿مَا نَنسَخ مِن آيَةٍ أَو نُنسِهَا﴾ اور ﴿سَنُقرِئُكَ فَلا تَنسٰى ، إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾ کے بارے میں لکھتے ہیں:

هَاتَانِ السُّورَتَانِ مِمَّا قَدْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يُنسِيَهُ بَعْدَ أَنْ أَنْزَلَهُ، وَهٰذَا لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ، قَادِرٌ عَلٰى مَا يَشَاءُ؛ إِذْ كُلُّ ذٰلِكَ مُمْكِنٌ .

وَلَا يَتَوَهَّمُ مُتَوَهِّمٌ مِنْ هٰذَا وَشَبَهِهٖ أَنَّ الْقُرْآنَ قَدْ ضَاعَ مِنْهُ شَيْءٌ، فَإِنَّ ذٰلِكَ بَاطِلٌ؛ بِدَلِيلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ وَبِأَنَّ إِجْمَاعَ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمُ انْعَقَدَ عَلٰى أَنَّ الْقُرْآنَ الَّذِي تَعَبَّدْنَا بِتَلَاوَتِهٖ وَبِأَحْكَامِهٖ هُوَ مَا ثَبَتَ بَيْنَ دُفَّتَيِ الْمُصْحَفِ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَّلَا نُقْصَانٍ .

''یہ دو سورتیں وہ ہیں، جن کو نازل کرنے کے بعد ان کو بھلا دینے کا اللہ نے ارادہ کیا ہے، تو یہ بالکل ایسے ہی ہے، کیونکہ اللہ جو ارادہ کرے، وہ کرتا ہے، جو چاہے، وہ کرنے پر قادر ہے، یہ سب ممکن ہے۔ کوئی شخص یہ وہم اور شبہ نہ پال لے کہ قرآن سے کچھ ضائع ہو گیا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: ''ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔'' اسی پر صحابہ و تابعین و ائمہ سلف کا اجماع ہوا ہے کہ جس قرآن کی تلاوت ہم عبادت کے لئے کرتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوتے ہیں، وہ قرآن ان دو گتوں کے درمیان، بغیر کسی زیادت و نقصان کے موجود ہے۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 3/94)

کیا قرآن غیر محفوظ ہے؟

بعض مستشرقین اور مستغربین یہ اعتراض اچھالتے ہیں کہ قرآن کریم غیر محفوظ ہے۔ اس میں تغیر وتبدل اور تحریف واقع ہوئی ہے، کئی ایسی آیات ہیں، جو منسوخ ہیں، جن کی پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد بھی تلاوت ہوتی رہی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ نسخ تو امم سابقہ میں بھی موجود تھا، محض قرآن پر اعتراض کی تو کوئی وجہ نہیں ہے اور یہ نسخ اللہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ نسخ عہد نبوی میں بھی تھا۔ صحابہ کرام ناسخ ومنسوخ کی تحقیق رکھتے تھے۔ لہٰذا دعویٔ نسخ کوئی نئی بات نہیں۔

نیز نسخ قرآن کی خوبیوں میں سے ہے، قرآن اللہ کا کلام ہے، وہ جب چاہتا اپنے کلام کو اپنے بندوں کے لیے باقی رکھتا، جب چاہتا منسوخ کر دیتا۔ بندوں کو کوئی حق نہیں کہ کلام الٰہی میں نسخ کے حوالے سے تشکیک وارد کریں۔

یہ اسلوب کی حکمت ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت میں تھا کہ فلاں حکم فلاں وقت تک موزوں ہے، اسے تب تک باقی رکھا گیا، بعد میں منسوخ کر دیا گیا یا منسوخ کر کے اس سے بہتر حکم نازل کر دیا گیا۔ البتہ بعض جگہ پر حکم کو منسوخ کر کے، اس کی تلاوت کو باقی رکھا گیا ہے، اس پر اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے کہ جب حکم ہی نہ رہا، تو تلاوت باقی رکھنے کا فائدہ؟

تو جواب اس کا یہ ہے کہ تلاوت باقی رکھنے میں بیش بہا حکمتیں کارفرما ہیں، مثلاً؛

① اللہ تعالیٰ کی نعمت کی یاددہانی ہو جاتی ہے، کیوں کہ جن آیات کا حکم منسوخ اور تلاوت باقی ہیں ان میں امت پر تخفیف کی گئی ہے۔

② مومن کی آزمائش ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نسخ والے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے، یا نہیں؟ مومن تو اسے تسلیم کر لیتا ہے اور منافق اور کافر مجادلہ ومخاصمہ کرتا ہے۔

③ ان آیات کی تلاوت بھی عبادت ہے اور اس پر ڈھیروں اجر وثواب ہے۔

④ نسخ عقلاً بھی مانع نہیں۔ ہم اللہ کی بندے ہیں اور وہ ہمارا مالک ہے، لہٰذا مالک جب چاہے، حکم ارشاد فرمادے اور جب چاہے اسے منسوخ قرار دے۔ نسخ تسلیم کرنا عبودیت و غلامی کا حق ادا کرنا ہے۔

⑤ اس سے امت محمدیہ کی فضلیت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے اتباع کی عدیم النظیر مثال قائم کی ہے کہ اس حکم کو بھی تسلیم کیا، جس کے الفاظ قرآن میں موجود نہیں۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنَّ ذٰلِكَ لِيَظْهَرَ بِهِ مِقْدَارُ طَاعَةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِي الْمُسَارَعَةِ إِلٰى بَذْلِ النُّفُوسِ بِطَرِيقِ الظَّنِّ مِنْ غَيْرِ اسْتِفْصَالٍ لِطَلَبِ طَرِيقٍ مَقْطُوعٍ بِهِ فَيُسْرِعُونَ بِأَيْسَرِ شَيْءٍ كَمَا سَارَعَ الْخَلِيلُ إِلٰى ذَبْحِ وَلَدِهِ بِمَنَامٍ وَالْمَنَامُ أَدْنٰى طَرِيقِ الْوَحْيِ وَأَمْثِلَةُ هٰذَا الضَّرْبِ كَثِيرَةٌ .

''نسخ میں یہ بھی حکمت ہے کہ اس سے امت محمدیہ کی کمال اطاعت ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ وہ ظن (جسے عقل جھٹ سے تسلیم نہ کرے) سے ثابت ہونے والے حکم پر بھی دل و جان سے کار بند رہتے ہیں، کسی قطعی حکم کی تفصیل طلب نہیں کرتے۔ وہ ادنی سے اشارے پر لپک جاتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام خواب کی بنا پر اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے، جبکہ خواب وحی کا ادنی ترین ذریعہ ہے۔ اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔''

(الإتقان في علوم القرآن : 72/3)

مزید معلومات کے لیے تفسیر قرطبی اور تفسیر ابن کثیر کا مطالعہ مفید رہے گا۔